بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاء الحق وزهق الباطل

ماہنامہ ضربِ حق سرگودہا

مدیر: سید محمد سبطین شاہ نقوی

شمارہ نمبر 27

شعبان ۱۴۳۳ھ جولائی ۲۰۱۲ء

- اہلِ حق کی نشانیاں
- قیام اللیل کی اہمیت وفضیلت اور ثمرات
- گھمن کے ۲۰ رکعات تراویح کے دلائل اور ان کے جوابات
- گیارہ رکعات قیامِ رمضان (تراویح) کا ثبوت اور دلائل
- فاتحہ خلف الامام کے خلاف شبہات اور ان کے جوابات

WWW.IRCPK.COM

جامعہ امام بخاری اہل حدیث مقام حیات۔ سرگودھا

حافظ زبیر علیزئی

وفات تک رفع یدین کا ثبوت

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الأمین ،أما بعد :

رفع الیدین قبل الرکوع و بعدہ کا منسوخ یا متروک ہونا نبی کریم ﷺ یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے بعد اپنی نماز کے بارے میں فرماتے تھے:

''والذی نفسي بیدہ! إني لأقربکم شبھاً بصلوٰۃ رسول اللّٰہ ﷺ. إن کانت ھذہ لصلوٰتہ حتی فارق الدنیا''

اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ مشابہت میں قریب ہوں، آپ (ﷺ) کی یہی نماز تھی حتی کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

(صحیح بخاری، درسی نسخہ ج ۱ص ۱۱۰ح ۸۰۳، کتاب الاذان باب یھوی بالتکبیر حین یسجد)

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوگیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو نماز پڑھتے تھے، وہ نبی کریم ﷺ کی آخری نماز تھی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تین مقامات پر رفع یدین ثابت ہے:

۱: تکبیر (اُولیٰ) کے وقت

۲: رکوع سے پہلے

۳: رکوع کے بعد

دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری (بتحقیقی ح ۲۲ وسندہ صحیح)

لہٰذا ثابت ہوگیا کہ نبی ﷺ وفات تک رفع یدین کرتے تھے۔ وما علینا إلا البلاغ

(۲۹/ شعبان ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۲/ اگست ۲۰۰۹ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاء الحق وزهق الباطل

ماہنامہ
ضربِ حق
سرگودہا

مدیر
سید محمد سبطین شاہ نقوی
حفظہ اللہ
0300-9600128

جلد: 3 | شعبان ۱۴۳۳ھ جولائی ۲۰۱۲ء | شمارہ: 7

قیمت

فی شمارہ	سالانہ	پاکستان
20 روپے	200 روپے علاوہ محصول ڈاک	300 روپے مع محصول ڈاک

اس شمارے میں

برائے خط وکتابت

ماہنامہ ضربِ حق

جامعہ امام بخاری اہل حدیث

مقام حیات سرگودھا

برائے رابطہ

حافظ
عمر فاروق شاکر

0300-4608164
048-3715130

مقام اشاعت

جامعہ امام بخاری اہلِ حدیث مقام حیات سرگودھا

خطبات

سید محمد سبطین شاہ نقوی

اہلِ حق کی نشانیاں (قسط نمبر۲)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والے

آیئے! غور کیجئے جو زبان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر نہیں بولتی، اس زبان نے کیا فرمایا ہے، جو حدیث میں نے شروع میں آپ کے سامنے پیش کی ہے:

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"أَلَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِيْنَا فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَ سَبْعِيْنَ مِلَّةً، وَ إِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِيْنَ: ثِنْتَانِ وَ سَبْعُوْنَ فِي النَّارِ وَ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَ هِيَ الْجَمَاعَةُ.))

سن لیں! بے شک رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو فرمایا:
سن لیں! بے شک تم میں سے پہلے جو اہلِ کتاب تھے وہ بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی: بہتر (جہنم کی) آگ میں ہیں اور ایک جنت میں ہے اور یہ الجماعۃ ہے۔ (سنن ابی داود: ۴۵۹۷ وسندہ حسن، مسند احمد ۴/۱۰۲)

اب جو گروہ صحابہ کو نہیں مانتا وہ جنت میں کیسے جائے گا؟ حق والا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صحابہ سے محبت کی جائے، صحابہ کو مانا جائے۔ جو سیدنا ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے ایمان کا قائل نہیں۔ جو سیدنا طلحہ، زبیر، ابو عبیدہ، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید رضی اللہ عنہم کے ایمان کا قائل نہیں، جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ایمان وعظمت کا قائل نہیں۔ جو وائل بن حجر اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہما کے ایمان اور عظمت کا قائل نہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کا قائل نہیں وہ تو پہلی فرصت میں ہی خارج ہو گیا۔

"الجماعۃ" کے معیار میں وہ پورا نہیں اترا لہٰذا خارج ہو گیا۔

باقی گروہوں کا بھی موازنہ کرلو۔اگر صحابہ حنفی ہیں تو حنفی سچے اگر صحابہ مالکی ہیں تو مالکی سچے اگر صحابہ حنبلی ہیں تو حنبلی سچے اور اگر صحابہ شافعی ہیں تو شافعی سچے۔

اگر صحابہ محمدی (اہلِ حدیث) ہیں تو محمدی (اہلِ حدیث) سچے، اور کوئی سچا نہیں ہوسکتا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(التوبہ:۱۱۹)

افطاری جلدی، سحری تاخیر سے

نبی ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں جس گروہ میں ہوں گی، اس گروہ والے خیر سے ہوں گے۔

"عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.))" سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ جب تک افطاری جلدی کرتے رہیں گے ہمیشہ خیر سے رہیں گے۔ (صحیح بخاری:۱۹۵۷)

"عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ. قُلْتُ: كَمْ كَانَ قَدْرُ مَا بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: خَمْسِيْنَ آيَةً."

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی، پھر صبح کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ میں (راوی) نے کہا کہ (سحری اور نماز) دونوں کے درمیان کتنی دیر ہوئی؟ انھوں نے کہا: پچاس آیات کے موافق۔

(سحری سے فراغت اور نماز کی تکبیر کے درمیان تقریباً دس منٹ کا فاصلہ تھا۔)

(صحیح البخاری:۱۹۲۱، صحیح مسلم:۱۰۹۷، دارالسلام:۲۵۵۲ واللفظ لہ)

لہٰذا غور کریں! کون سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی کرتا ہے؟ وہ گروہ صرف اور صرف اہلِ حدیث کا گروہ ہے اور کوئی دوسرا گروہ یا فرقہ سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی نہیں کرتا۔

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (التوبہ:۱۱۹)

سلام اور آمین

دو سنتیں ایسی ہیں جن سے یہود و نصاریٰ حسد کرتے ہیں، بغض رکھتے ہیں: نماز میں آمین کہنا اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کہنا۔

"عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ.))"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: یہود کسی چیز پر تم سے اتنا حسد نہیں کرتے جتنا وہ تمھارے سلام اور آمین کہنے پر حسد کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ:۸۵۶، وسندہ صحیح)

اس کے ساتھ یہ حدیث بھی ملالیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میری امت کے لوگ یہود و نصاریٰ کے طریقے پر نہیں چلیں گے۔

(دیکھئے صحیح بخاری:۳۴۵۶، صحیح مسلم:۲۶۶۹، مشکوٰۃ المصابیح:۵۳۶۱)

یعنی مطلب یہ ہوا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک ان دو سنتوں سے حسد نہیں کیا جائے گا۔ وہ دو سنتیں کون سی ہیں؟

۱: ایک دوسرے کو السلام علیکم کہنا۔

۲: اونچی آمین کہنا۔

یہ دونوں سنتیں اہلِ حدیث میں موجود ہیں۔ السلام علیکم والی سنت پر بھی اہلِ حدیث عمل کرتا ہے۔ دوسروں نے اس سنت کو بدل دیا۔ کوئی کہتا ہے: المدینہ المدینہ۔ جب آپس میں ملتے ہیں تو السلام علیکم کہنے کی بجائے المدینہ المدینہ کہتے ہیں۔ حساب لگاؤ ان لوگوں کا۔

اور دوسرے لوگوں نے اسے اس طرح بدلا ہے کہ جب آپس میں ملتے ہیں تو السلام علیکم نہیں کہتے بلکہ یا علی مدد کہتے ہیں۔

آمین کہنے والی سنت پر بھی صرف اہلِ حدیث کا عمل ہے۔ نماز میں اونچی آواز سے آمین اہلِ حدیث کہتا ہے۔ باقی سب اس سے حسد کرتے ہیں۔

تیسری سنت بھی ہے جس سے لوگ حسد کرتے ہیں وہ نماز میں صف بندی کرنا، اس پر بھی اہلِ حدیث کا عمل ہے۔

دوسرا کوئی گروہ بھی صف بندی کا اہتمام نہیں کرتا۔ پاؤں سے پاؤں نہیں ملاتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (التوبہ:۱۱۹)

بنو تمیم والا عقیدہ

رسول اللہ ﷺ کی ایک اور حدیث پر غور کریں:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ، سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيهِمْ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ:((هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ.)) قَالَ: وَ جَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا.)) وَ كَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ:((أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ.))"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت سے ہمیشہ (قبیلہ) بنی تمیم کے لوگوں سے محبت رکھتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ تین باتیں سنیں جو آپ ﷺ ان کے بارے میں فرماتے تھے: "میری تمام امت میں سے یہی لوگ دجال پر زیادہ سخت ہوں گے۔"

(سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ ان کے صدقات آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔" اور ان کے قبیلہ میں سے ایک لونڈی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔" (صحیح بخاری:۲۵۴۳، واللفظ لہ، صحیح مسلم:۲۵۲۵)

نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب دجال آئے گا اور اس کا مقابلہ بنوتمیم کریں گے۔ سب سے زیادہ مقابلے کرنے والے بنوتمیم ہوں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے ان کے ساتھ مل کر دجال کا مقابلہ کرنے والے بنوتمیم ہوں گے۔

اس کا مطلب ہے بنوتمیم قیامت تک رہیں گے اور حق پر رہیں گے۔

بنوتمیم آج بھی مدینے کے اندر موجود ہیں۔ جاؤ جا کر ان کا عقیدہ دیکھو، ان کا عمل دیکھو، وہ آپ کو اہلِ حدیث نظر آئیں گے، اہلِ حدیث کا عقیدہ نظر آئے گا۔

یہ حدیث اہلِ حدیث کی صداقت پر زبردست دلیل ہے، ٹھوس دلیل ہے۔

دجال کو قتل مومن کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مومن اور سچے لوگ ہوں گے۔ بنوتمیم سچے ہیں اور حق پر ہیں۔ ان کا بھی وہی عقیدہ ہے جو پاکستان میں اہلِ حدیث کا عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (التوبہ:۱۱۹)

مشرک حق پر نہیں ہو سکتا

کسی گروہ کے سچا ہونے کے لئے قرآن نے ایک نشانی بتائی ہے۔ جس گروہ کو پرکھنا ہو کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے تو دیکھو کیا اس گروہ میں شرک ہے؟ اگر شرک ہے تو وہ گروہ حق پر نہیں ہو سکتا۔ اگر شرک نہیں تو وہ حق پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ﴾

جو لوگ ایمان لے آئے اور نہیں ملا دیا انھوں نے اپنے ایمان میں کوئی ظلم (شرک) انھی کے واسطے امن ہے اور وہی ہیں سیدھی راہ پر۔ (الانعام:۸۲)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے سمجھا اس سے مراد عام ظلم ہے۔ جو گھروں میں عام حالات میں معمول کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔ اس کی زد میں ہم میں سے ہر کوئی آجاتا ہے۔

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ." سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا۔" (الانعام:۸۲) تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (بہت گھبرائے) اور کہنے لگے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟ تو اللہ بزرگ و برتر نے یہ آیت "یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔" (لقمان:۱۳) نازل فرمائی۔ (صحیح بخاری:۳۲)

جس جماعت کے عقیدے میں شرک نہیں، وہ جماعت حق پر ہے۔ پورے پاکستان میں دیکھئے کہ کس جماعت میں شرک نہیں۔

اگر کسی جماعت میں شرک نہیں تو وہ صرف اہلِ حدیث جماعت ہے جس میں شرک نہیں، شرک سے پاک صرف اہلِ حدیث جماعت ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے آخری مرض میں فرمایا: اللہ یہودیوں پر لعنت کرے انھوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.)) قَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ لَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا." سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں ارشاد فرمایا: جس میں آپ کی وفات واقع ہوئی: اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر (کیونکہ) انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر نمایاں (لوگوں کے سامنے ظاہر) کردی جاتی۔ لیکن مجھے اس بات کا خدشہ تھا کہ آپ کی قبر سجدہ گاہ بنالی جائے گی۔

(صحیح بخاری:۴۴۴۱)

"عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا

يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ.)) ''

عطاء بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے میرے اللہ! میری قبر کو وثن (آستانہ، معبد) نہ بننے دینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے۔

اللہ کا سخت غضب ہوا اس قوم پر جو اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیتی ہے۔

(موطأ امام مالک، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب جامع الصلاۃ ج ۱ ص ۱۷۲ ح ۴۱۵ قال زبیر علی زئی: ھذا السند مرسل ولہ شاھد عند الحمیدی [ح ۱۰۳۱ بتحقیقی] وسندہ حسن لذاتہ ورواہ احمد ۲/۲۴۶ ح ۷۳۵۸ فالحدیث حسن)

رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ میری قبر میلہ گاہ نہ بنے۔ آپ ﷺ کی دعا بھی ہے۔ حدیث بھی ہے اور یہ دعا قبول ہوگئی ہے۔ مدینہ میں جا کر دیکھئے، پیغمبر کی قبر موجود ہے لیکن سجدہ نظر نہیں آئے گا۔ قبر موجود ہے۔ چڑھاوا نظر نہیں آئے گا۔ قبر موجود ہے لیکن عرس میلہ نظر نہیں آئے گا۔ یہ میرا اور تیرا کمال نہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا اثر ہے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں، جب یہ سب کچھ آپ مانتے ہیں تو پھر یہ کیوں نہیں مانتے کہ وہ لوگ سچے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی قبر کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائی۔ جن کی ذمہ داری لگائی۔ وہ قبر پر سجدہ نہیں ہونے دیتے۔ وہ قبر پر میلہ نہیں لگنے دیتے۔

وہ حفاظت کرنے والے اہلِ حدیث ہیں۔ اگر اہلِ حدیث کے علاوہ کسی کے پاس نبی پاک کی قبر کی حفاظت کی ذمہ داری ہوتی تو انھوں نے قبر کی مٹی بھی چاٹ کر کھالی ہوتی۔ پیغمبر کی قبر قیامت تک اسی طرح موجود رہے گی۔ ان شاء اللہ

یہ اہلِ حدیث کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (التوبہ: ۱۱۹)

اہلِ حدیث کیوں اہلِ حق ہیں؟

آپ نے جان لیا کہ بنو تمیم ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ﴾ اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند باتوں کے ساتھ آزمایا تو اس نے انھیں پورا کر دیا۔ فرمایا: میں ضرور تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ کہا اور میری اولاد میں سے بھی؟ فرمایا: میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ (البقرہ:۱۲۴)

ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! میری اولاد میں امامت عطا فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد میں مشرک ہوگا، اسے امامت نہیں دوں گا۔ یہ بات بھی ثابت ہوگئی جن کا عقیدہ شرکیہ ہو انھیں امامت نہیں ملے گی۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا تو اس وقت دعا کی:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ﴾ اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنی فرماں بردار بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی نہایت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔ (البقرہ:۱۲۸)

میدانِ عرفات میں ہر سال ایک امام صاحب حج کا خطبہ دیتے ہیں۔ آنکھوں سے نابینا ہیں ان کا تعلق بنو تمیم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ ساری دنیا ان کے پیچھے حج ادا کرتی ہے۔ دیوبندی، بریلوی اور اہلِ حدیث سب ان کے پیچھے حج ادا کرتے ہیں۔ وہ امام المسلمین کہلاتے ہیں۔ اس امام کا جو عقیدہ ہے، وہی عقیدہ اہلِ حدیث کا پاکستان میں ہے۔

رب، رسول اور دین

"عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلًا."

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص نے ایمان کا

ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کو (اپنا) رب ماننے پر راضی (خوش) ہوگیا اور اسلام کو (اپنا) دین ماننے پر راضی ہوگیا اور محمد ﷺ کو (اپنا) رسول ماننے پر راضی ہوگیا۔ (صحیح مسلم: ۳۴، دارالسلام: ۱۵۱)

یہ تینوں خوبیاں بھی صرف مسلک اہلِ حدیث میں موجود ہیں۔

کوئی شخص اپنے خود ساختہ "داتا" ہجویری کا ذکر کرتا ہے، کوئی پیر بغداد والے کا، کوئی کسی سرکار کا، کوئی کسی سرکار کا، لیکن اہلِ حدیث ایک ہی بات کہتا ہے: "رضیت باللہ ربًا" میں اللہ کے داتا ہونے پر راضی ہوگیا ہوں۔ میں اللہ کے گنج شکر ہونے پر راضی ہوگیا ہوں۔ میں اللہ کے مشکل کشا ہونے پر راضی ہوگیا ہوں۔

کوئی شخص فلاں امام کا ذکر کرتا ہے، کوئی کسی سلسلے کا ذکر کرتا ہے۔ اہلِ حدیث ایک ہی بات کہتا ہے: "وبمحمد رسولاً" میں محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا ہوں۔ کوئی شخص فلاں مذہب کا نام لیتا ہے۔ کوئی حنفی، شافعی، دیوبندی، بریلوی کا ذکر کرتا ہے۔

اہلِ حدیث کہتا ہے: "وبالاسلام دینًا" میں اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا ہوں۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (التوبہ: ۱۱۹)

طائف والوں کا عقیدہ

میرے ایک استاذ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے طائف جانے کا موقع دیا۔ جب میں طائف پہنچا تو سورج غروب ہو رہا تھا۔ اذان کی آواز اللہ اکبر اللہ اکبر مجھے سنائی دی۔ تو فوراً مجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث یاد آ گئی:

"أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا

وَ أَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَ قَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ: ذٰلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ.)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.))"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا آپ پر کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تمھاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا۔ یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام کو قبول کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام اس میں موجود ہیں، انھوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انھوں نے رد کیا وہ بھی سن چکا۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ﷺ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انھوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! پھر انھوں نے بھی وہی بات کہی، آپ ﷺ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

(صحیح بخاری:۳۲۳۱، صحیح مسلم:۱۷۹۵، دارالسلام:۴۶۵۳)

جاؤ آج بھی جا کر دیکھو پورے طائف میں کوئی مزار نہیں، طائف میں لوگ موجود ہیں ان کی نسل موجود ہے۔ نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے وہاں اللہ کی عبادت کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ جن لوگوں نے آپ پر ظلم کیا تھا ان کی نسل سے اللہ نے توحید والے لوگ پیدا کر دیئے ہیں۔ آج وہ شرک نہیں کرتے، کسی مزار کو نہیں پوجتے۔ طائف آج شرک اور بدعت سے پاک ہے۔ جو طائف والوں کا عقیدہ ہے وہی عقیدہ پاکستان میں اہلِ حدیث کا ہے۔

اہلِ حدیث کا امام

۱: حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

"وبهذا يتبين أن أحق الناس بأن تكون هي الفرقة الناجية أهل الحديث والسنة الذين ليس لهم متبوع يتعصبون له إلا رسول الله ﷺ." اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ لوگوں میں فرقۂ ناجیہ ہونے کے سب سے زیادہ حق دار حدیث اور سنت والے (اہلِ حدیث: اہلِ سنت) ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی متبوع (امام) نہیں، جس کے لئے تعصب کیا جاتا ہے۔ (دیکھئے مجموع فتاویٰ ج ۳ ص ۳۴۷)

۲: حافظ ابن القیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے فرمایا:

"يا مبغضًا أهل الحديث وشاتمًا أبشر بعقد ولاية الشيطان"

اے اہلِ حدیث سے بغض رکھنے والے اور گالیاں دینے والے، تجھے شیطان سے دوستی قائم کرنے کی "بشارت" ہو۔ (الکافیۃ الشافیۃ فی الانتصار للفرقۃ الناجیۃ ص ۱۹۹ فصل فی ان اہل الحدیث ہم انصار رسول اللہ ﷺ وخاصتہ)

۳: حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے فرمایا:

یہ (سورۃ بنی اسرائیل کی آیت:۷۱) اصحاب الحدیث کی سب سے بڑی فضیلت ہے، کیونکہ ان کے امام نبی ﷺ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/۱۶۴)

حافظ طیب مجید

قیام اللیل کی اہمیت وفضیلت اور ثمرات

نمازِ تہجد یعنی قیام اللیل کی اہمیت وفضیلت:

قیام اللیل سے مراد ہے: رات کا قیام یعنی رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جانا۔ نمازِ تہجد اور قیام اللیل ایک ہی نفلی نماز کے دو نام ہیں۔ قیام اللیل سنت مؤکدہ ہے۔ کتاب وسنت میں تواتر سے نصوص ملتی ہیں جن میں قیام اللیل کی بھرپور ترغیب دی گئی ہے۔ قیام اللیل ایسا عمدہ عمل ہے جس سے دیگر اعمال صالحہ چمک جاتے ہیں۔ یہ وہ نفلی نماز ہے جس کے لئے قرآن میں بھی حکم الٰہی موجود ہے: ''رات کے وقت اس کے سامنے سجدہ کرو اور بہت رات تک اس کی تسبیح کرو'' (سورۃ الدھر:۲۶)

''اور رات کو بھی اس کی تسبیح پڑھو اور ستاروں کے ڈوبتے وقت بھی'' (سورۂ طور:۴۹)

مذکورہ بالا آیات میں قیام اللیل کے بارے میں حکمِ الٰہی موجود ہے۔ دوسری آیت میں ستاروں کے ڈوبنے کے وقت سے مراد رات کا آخری حصہ ہے۔ رات کے آخری حصہ کی فضیلت اور مقام نبی کریم ﷺ کی درج ذیل حدیث سے مزید واضح ہوجاتا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا ربّ ہر رات آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور جب آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو آواز دیتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اسے قبول کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے دوں؟ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اسے بخش دوں؟ (صحیح البخاری:۱۱۴۵، صحیح مسلم:۷۵۸)

اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارا خالق ہمیں رات کے آخری حصے میں پکارتا ہے، لیکن تب ہم مزے سے سو رہے ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ کی ساری زندگی کا معمول تھا کہ رات کے آخری حصے میں قیام کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رات کا قیام نہ چھوڑو کیونکہ رسول اللہ ﷺ رات کا قیام نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ بیمار ہوتے یا تھکے

ہوتے تو بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ (سنن ابی داود، باب قیام اللیل: ۱۳۰۷، وسندہ صحیح)

فرض نماز کے بعد نفلی نماز میں افضل نماز رات کی نماز ہے۔ (صحیح مسلم: ۱۱۶۳، دارالسلام: ۲۷۵۵)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نماز تہجد ضرور پڑھا کرو، کیونکہ وہ تم سے پہلے صالحین کی روش اور تمھارے لئے اپنے رب کے قرب کا وسیلہ، گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ اور مزید گناہوں سے بچنے کا سبب ہے۔''

(صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۳۵، سنن الترمذی: ۳۵۴۹ب، وسندہ حسن، وصححہ الحاکم علیٰ شرط البخاری ۱/۳۰۸ ووافقہ الذہبی)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس شخص پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اٹھا۔ پھر نماز تہجد پڑھی اور اپنی عورت کو جگایا۔ پھر اس نے بھی نماز پڑھی۔ پھر اگر عورت (غلبۂ نیند کی وجہ سے) نہ جاگی، تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اور اس عورت پر اللہ کی رحمت ہو جو رات کو اٹھی پھر نماز تہجد پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا۔ پھر اس نے نماز پڑھی۔ اگر خاوند (غلبۂ نیند کی وجہ سے) نہ جاگا تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔'' (ابوداود، التطوع باب قیام اللیل: ۱۳۰۸، وسندہ حسن وصححہ ابن خزیمہ: ۱۱۴۸، وابن حبان: ۶۴۶، والحاکم علیٰ شرط مسلم ۱/۳۰۹، ووافقہ الذہبی)

خود نبی کریم ﷺ نماز تہجد کے لئے اٹھتے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی جگاتے تھے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ تہجد پڑھتے اور میں بستر میں آپ کے سامنے سوئی ہوتی تھی۔ پھر جب آپ وتر پڑھنے کا ارادہ کرتے تو مجھے جگا دیتے، میں بھی وتر پڑھتی۔'' (صحیح بخاری: ۹۹۷، صحیح مسلم: ۵۱۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ رات بڑی لمبی ہے اگر وہ بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ اور جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے اور وہ شادمان اور پاک نفس ہو کر صبح کرتا ہے، ورنہ اس کی صبح خبیث اور سست نفس کے ساتھ ہوتی ہے۔'' (صحیح بخاری: ۱۱۴۲، صحیح مسلم: ۷۷۶)

قیام اللیل کے اثرات وثمرات:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی ﷺ! قیام اللیل کو معمول بنائے رکھیں۔اللہ آپ کو مقام محمود عطا کرے گا۔یہ وہ مقام ہے جو فقط رسول اللہ ﷺ کو دیا جائے گا۔اس مقام کے ملنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ امت مسلمہ کی شفاعت کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:''رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں۔یہ آپ کے لئے زائد ہے کہ عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔''

(الاسراء:۷۹)

قیام اللیل سے انسان کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔وہ اپنی خواہشات پر قابو کرنا سیکھتا ہے۔اور اس کی بات پختہ اور درست ہوتی ہے۔فرمایا:''بے شک رات کا اٹھنا دل جمعی کے لئے انتہائی مناسب اور بات کو درست کر دینے والا ہے۔'' (المزمل:۶)

ایک اور مقام پر فرمایا:''بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے اور جو نعمتیں رب تعالیٰ دے رہا ہوگا، انھیں لے رہے ہوں گے۔وہ تو اس سے پہلے نیکوکار تھے اور رات کو بہت کم سویا کرتے تھے، اور سحری کے وقت استغفار کرتے تھے۔'' (الذاریات:۱۵تا۱۸)

''اور اللہ کے محبوب بندے وہ ہیں جو اپنے پروردگار کے حضور سجدہ کرتے ہیں اور قیام کرتے ہوئے شب بسر کرتے ہیں۔'' (الفرقان:۶۴)

میں نے آپ کے سامنے قرآن کی چند آیات کا ترجمہ پیش کیا، جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے نماز تہجد کے پڑھنے کا حکم دیا۔اس کے بارے میں احادیث بھی واضح ثبوت ہیں کہ فرضی نماز کے بعد محبوب عمل نفلی نماز یعنی قیام اللیل ہے اور اس کا اجر وثواب بھی بیان ہو چکا۔آگے چلئے! ایک اور مقام پر فرمایا:

''(کیا یہ بہتر ہے) یا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے عبادت کرنے والا ہے، یہ آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے؟ کہہ دیجئے کہ کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے؟ نصیحت تو بس عقل

والوں کے لئے ہے جو قبول بھی کرتے ہیں'' (الزمر:۹)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث گزر چکی ہے کہ ''تم رات کا قیام ضرور کیا کرو اس لئے تم سے پہلے لوگوں کی یہی روش تھی۔ یہ تمھارے لئے رب کے قرب کا باعث ہے۔ اور گناہوں کو ختم کرنے والا اور گناہوں سے منع کرنے والا ہے۔ (سنن ترمذی:۳۵۴۹ب، وسندہ حسن)

نبی ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً جنت میں کچھ ایسے بالا خانے بھی ہیں، جن کے اندر سے ان کا باہر والا حصہ دیکھا جاسکتا ہے اور ان کے باہر سے اندر والا حصہ دیکھا جاسکتا ہے۔''

سیدنا ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ بالا خانے کس کے لئے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بھی اچھی (اور بہتر) بات کی اور کھانا کھلایا اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھتا ہے۔''

(المستدرک للحاکم ۸۰/۱ ح ۲۷۰ وسندہ حسن)

آگے بڑھیئے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی دس آیات کے ساتھ قیام کرے گا (وہ غافل لوگوں میں سے نہیں ہے) غافل لوگوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جس نے ایک سو آیات پڑھ کر قیام کیا وہ قانتین میں لکھا جائے گا اور جس نے ایک ہزار آیات پڑھ کر قیام کیا اس کو مقنطرین میں لکھا جائے گا۔'' (ابوداود:۱۳۹۸، وسندہ حسن)

مقنطرین سے مراد وہ لوگ جو اجر و ثواب کا قنطار پائیں گے۔

قنطار بہت زیادہ قیمتی مال کو کہتے ہیں جس کی مقدار معلوم نہ ہو۔

تنبیہ: سورۃ الملک سے سورۃ الناس مکمل تک ایک ہزار آیات بنتی ہیں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، لوگ جلدی جلدی آپ کو ملنے کے لئے گئے اور کہا جانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں۔ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ کو دیکھنے کی غرض سے گیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ دیکھا تو پہچان گیا کہ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ سب سے پہلی بات جو آپ ﷺ نے کی تھی وہ یہ تھی کہ لوگو! سلام کو عام کرو۔ کھانا کھلاؤ اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ سو رہے

ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل کیے جاؤ گے۔ (جامع ترمذی: ۲۴۸۵ وقال: ''هذا حديث صحيح'' وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین ۳/۱۳، ۴/۱۶۰، ووافقہ الذہبی)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب دیکھا گویا کہ دو فرشتوں نے مجھے پکڑا اور جہنم کی طرف لے گئے۔ جو گول کنویں جیسی تھی اس پر دو لکڑیاں گاڑھی ہوئی تھیں۔ اس میں کچھ ایسے لوگ تھے جن کو میں جانتا تھا۔ میں اعوذ باللہ من النار پڑھنے لگ گیا۔ پھر ہم کو ایک فرشتہ ملا اس نے مجھے کہا: تم ڈرو نہیں۔ میں نے یہ خواب (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ اچھا نوجوان (لڑکا) ہے اگر یہ رات کو نماز پڑھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۷۰۲۸، صحیح مسلم: ۲۴۷۸) [ختم شد]

نماز کی حفاظت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ﴾ یقیناً ایمان والے کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں خشوع (عاجزی) اختیار کرتے ہیں۔

(المومنون: ۱، ۲)

خشوع کا مطلب ہے: عاجزی، انکساری، خوف، نگاہ نیچی کرنا۔ (دیکھئے القاموس الوحید ص ۴۴۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے: ''اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' (المومنون: ۹)

دینِ اسلام کے پانچ ستونوں میں سے دوسرا بنیادی ستون نماز ہے۔ صحیح مسلم میں آیا ہے کہ ایک آدمی نے (سیدنا) عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: کیا آپ جہاد نہیں کرتے؟ تو انھوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اسلام کی بنیاد پانچ (ارکان) پر ہے: لا إله إلا الله (اور محمد رسول الله) کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔

(۱۶، ترقیم دار السلام: ۱۱۴)

حافظ زبیر علی زئی

الیاس گھمن کے ''بیس رکعات تراویح کے (۱۵) دلائل'' اور ان کے جوابات

محمد الیاس گھمن دیوبندی کے اشتہار: ''بیس رکعات تراویح کے دلائل'' یعنی پندرہ اشہاری نمبروں کو سکین کرنے کے بعد ان کے مدلل جوابات علی الترتیب درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر 1

قَالَ الامَامُ الحافظ حمزة بْنُ يُوْسُف السَّهمِيُّ حَدَّثَنَا ابُوالحسن عَلِيُّ بْنُ مُحمّد بْنِ احْمد القصريُّ الشيخ الصَّالحُ حَدَّثَنَا عَبدالرّحمٰن بْنُ عَبْد المُؤمن العَبْدُ الصّالحُ قَالَ: اخبرني مُحمّد بْنُ حُمَيد الرَّازِيُّ حدَّثنا عُمَرُ بْنُ هَارُون ثنا حدَّثنا ابراهيمُ بْنُ الحنّاز عَنْ عَبد الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْد المَلك بْنِ عتيك عَنْ جابر بْنِ عبدالله رضي قال خرج النَّبِيُّ ﷺ ذات ليلة في رمضان فصلّى النّاس اربعة وّعشرين ركعة واوتر بثلاثة

(تاریخ جرجان للحافظ حمزۃ بن یوسف السہمی ص146)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے۔ لوگوں کو چار رکعات فرض، بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

الجواب: اس روایت کا ایک راوی محمد بن حمید الرازی جمہور محدثین کے نزدیک مجروح ہے اور (امام) اسحاق کوسج نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں وہ کذاب تھا۔''

(امین اوکاڑوی کی کتاب: تجلیاتِ صفدر ج ۳ ص ۲۲۴، نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ۷۶ ص ۳۴۔۳۵)

اس کا دوسرا راوی عمر بن ہارون بھی جمہور کے نزدیک مجروح ہے۔

(دیکھئے نصب الرایہ ۱/ ۳۵۱، ۳۵۵، ۴/ ۲۷۳)

تنبیہ: الیاس گھمن نے ''چار رکعات فرض، بیس رکعات نماز...'' لکھ کر ترجمے میں بھی

بددیانتی کی ہے۔

دلیل نمبر 2

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّد بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص286۔ معجم کبیر طبرانی ج5 ص433)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔

الجواب: اس روایت کے بنیادی راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارے میں قدوری حنفی نے لکھا ہے: ''قاضي واسط كذاب'' واسط کا قاضی کذاب ہے۔

(التجرید ۱/۲۰۳ فقرہ:۶۳۲، الحدیث:۷۶ ص ۳۸)

کذاب کی منفرد روایت موضوع ہوتی ہے، لہٰذا یہ روایت موضوع ہے۔

دلیل نمبر 3

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اَمَرَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَا يُحْسِنُوْنَ اَنْ يَقْرَؤُوْا فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنَّهُ اَحْسَنُ. فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ مع المطالب العالیہ ج2 ص424)

ترجمہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز (تراویح) پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قراءت (قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ تو قرآن مجید کی رات کو تلاوت کرے تو اچھا ہے۔'' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔'' تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

الجواب: اس گھمنی ''دلیل'' کے راوی ابوجعفر الرازی کی ربیع بن انس سے روایت میں بہت اضطراب ہوتا ہے۔ (کتاب الثقات لابن حبان ۴/ ۲۲۸)

اور یہ بھی اسی سند سے ہے، لہٰذا ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے الحدیث:۷۶ ص ۳۹

دلیل نمبر 4

قال الإمام الحافظ المحدث علي بن الجعد الجوهري انا ابن ابي ذئب عن يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر رضی اللہ عنہ في شهر رمضان بعشرين ركعة وان كانوا ليقرؤون بالمئين من القرآن.

(مسند ابن الجعد ص 413، معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305)

ترجمہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں رمضان شریف کے مہینہ میں بیس رکعات (نماز تراویح) پابندی سے پڑھتے اور قرآن مجید کی دو سو آیات پڑھتے تھے۔

الجواب: یہ روایت شاذ ہے۔ (دلیل کے لئے دیکھئے الحدیث: ۷۶ ص ۴۰)

اور موطأ امام مالک کی محفوظ روایت میں آیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔

اس روایت سے طحاوی نے استدلال کیا، عینی نے صحیح کہا، ضیاء المقدسی نے اسے المختارہ میں ذکر کیا اور نیموی تقلیدی نے کہا: "**و إسناده صحيح**" (آثار السنن ص ۲۵۰)

یاد رہے کہ اصولِ حدیث میں یہ مسئلہ مقرر ہے کہ شاذ روایت ضعیف ہوتی ہے۔

دلیل نمبر 5

قَالَ الإمَامُ الحَافِظُ المُحَدِّثُ أبُوبَكْرٍ البَيْهَقِيُّ أخْبَرَنَا أبُوعَبْدِاللّٰهِ الحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الحُسَيْنِ بْنِ فَنجُوَيْهِ الدِّيْنَوَرِيُّ بِالدَّامَغَانِ ثَنَا أحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إسْحَاقَ السُّنِّيُّ أنْبَأ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالعَزِيْزِ البَغَوِيُّ ثَنَا عَلِيُّ بْنُ الجَعْدِ أنْبَأ ابْنُ أبِي ذِئْبٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَإنْ كَانُوْا لَيَقْرَؤُوْنَ بِالْمِئِيْنِ وَكَانُوْا يَتَوَكَّؤُوْنَ عَلَى عِصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ مِنْ شِدَّةِ القِيَامِ.

(سنن الکبریٰ للبیہقی ج2 ص496)

ترجمہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں رمضان شریف میں بیس رکعات (نماز تراویح) پابندی سے پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن مجید کی دو سو آیات تلاوت کرتے تھے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ قیام کے (لمبا ہونے کی وجہ سے) اپنی (لاٹھیوں) پر ٹیک لگاتے تھے۔

الجواب: اس نمبر کے تحت گھمن صاحب نے وہی روایت ذکر کر دی ہے جو نمبر ۴ پر گزر

چکی ہے اور صرف السنن الکبریٰ للبیہقی کا حوالہ پیش کر دیا ہے، حالانکہ یہ ایک ہی روایت ہے۔ (دیکھئے الحدیث:۷۶ ص۴۴)

دلیل نمبر 6

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْدَاوٗدَ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ نَا هُشَيْمٌ اَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً.

(سنن ابی داود ص 142، سیر اعلام النبلاء امام ذہبی ج3 ص176)

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھنے کے لیے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر لوگوں کو جمع کیا تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کو بیس رکعات (نماز تراویح) پڑھاتے تھے۔

الجواب: اس ضعیف روایت میں عشرین "رکعة" کا لفظ غلط اور عشرین "لیلة" کا لفظ موجود ہے اور دوسرے یہ کہ اس کی سند منقطع (ضعیف) ہے کیونکہ حسن (بصری) نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا تھا۔ (دیکھئے شرح سنن ابی داود للعینی ۵/۳۴۳، الحدیث:۷۶ ص۴۶)

حسن بصری کی ایک منقطع روایت پر جرح کے لئے دیکھئے سرفراز خان صفدر دیوبندی کی ازالۃ الریب (ص ۲۳۷)

دلیل نمبر 7

رَوَى الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ كَمَا حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ اَمَرَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ اَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاوِحُ مَا بَيْنَ كُلِّ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ.

(مسند الامام زید بن علی ص 158)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو حکم دیا جو لوگوں کو رمضان شریف کے مہینہ میں نماز (تراویح) پڑھاتے تھے کہ وہ ان کو بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائے! ہر دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرے اور ہر چار رکعتوں کے درمیان آرام کے لیے کچھ دیر وقفہ کرے

الجواب: امام زید بن علی رحمہ اللہ کی طرف منسوب "مسند زید" اہل سنت کی کتاب نہیں، بلکہ زیدی شیعوں کی کتاب ہے اور آلِ دیوبند کا اس کتاب سے حجت پکڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ دیوبندیہ اور زیدی شیعہ میں گہرا یارانہ ہے۔

دوسرے یہ کہ "مسند زید" کا بنیادی راوی ابو خالد عمرو بن خالد الواسطی کذاب (بہت

جھوٹا) راوی ہے۔ اس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: " کذاب ."

امام اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: عمرو بن خالد واسطی حدیث گھڑتا تھا۔

امام ابوزرعہ الرازی نے فرمایا: اور وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

امام وکیع بن الجراح نے فرمایا: وہ کذاب (بہت جھوٹا) تھا۔ (دیکھئے تحقیقی مقالات ج ۳ ص ۵۱۰)

اس کتاب کی باقی سند بھی مردود ہے۔

دلیل نمبر 8

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً .

(مصنف ابن ابی شیبہ 2ص 286)

ترجمہ: حضرت ابوالحسناء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات نماز (تراویح) پڑھائیں!

الجواب: اس روایت کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: ابوالحسناء مجہول ہے۔ (دیکھئے تقریب التہذیب: ۸۲۴۷)

۲: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ابوالحسناء کی ملاقات کا کوئی ثبوت نہیں۔

9

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ رحمہ اللہ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّيْ بِنَا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيَنْصَرِفُ وَ عَلَيْهِ لَيْلٌ ..... كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(قیام اللیل للمروزی ص 157)

ترجمہ: حضرت زید بن وھب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں ہمیں نماز (تراویح) پڑھاتے اور گھر کو لوٹ جاتے تو رات ابھی باقی ہوتی تھی آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

الجواب: یہ روایت بے سند ہے اور بے سند روایت مردود ہوتی ہے۔

(نیز دیکھئے تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ ص ۸۱)

دلیل نمبر 10

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ حَسَنٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص285، الترغیب والترھیب للاصبہانی ج2 ص368)

ترجمہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان کے مہینے میں لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین (رکعات) وتر پڑھاتے تھے۔

الجواب: یہ روایت منقطع ہے۔ عبدالعزیز بن رفیع نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا تھا۔

(تعداد رکعات قیام رمضان ص ٦٦ بحوالہ آثار السنن)

دلیل نمبر 11

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرٍ قَالَ ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص285)

ترجمہ حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں) رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعات نماز (تراویح) اور وتر پڑھاتے تھے۔

الجواب: اس روایت کی سند ابو اسحاق سبیعی مدلس اور سفیان ثوری مدلس کے عن عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔

دلیل نمبر 12

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَلَفٍ عَنْ رَبِيْعٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص285)

ترجمہ حضرت ابو البختری رحمہ اللہ رمضان شریف میں (نماز تراویح) پانچ ترویحے (بیس رکعات) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

نوٹ ایک ترویحہ چار رکعات کا ہوتا ہے۔

الجواب: یہ روایت اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اس کے دو راویوں خلف اور ربیع دونوں کا

تعین نامعلوم ہے۔

دلیل نمبر 13

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيْعَةَ كَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فِيْ رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان شریف میں لوگوں کو پانچ ترویحے (بیس رکعات نماز تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے۔

الجواب: تابعی کے اس اثر سے استدلال کئی وجہ سے غلط ہے:

۱: یہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے اور نہ کسی صحابی کا اثر ہے۔

۲: تابعی مذکور سے یہ ثابت نہیں کہ بیس رکعات سنت موکدہ ہیں اور ان سے کم وزیادہ جائز نہیں، لہٰذا آلِ تقلید کا اس سے استدلال جائز نہیں۔

دلیل نمبر 14

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلَاثًا وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ جلیل القدر تابعی حضرت عطا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے (صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ جیسے) لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے پایا ہے۔

الجواب: اس اثر میں لوگوں سے کون مراد ہیں؟ کوئی وضاحت نہیں اور عین ممکن ہے کہ تابعین مراد ہوں اور بعض تابعین کا اختلافی عمل ادلۂ اربعہ میں سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

دلیل نمبر 15

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص285)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات نماز (تراویح) اور تین وتر باجماعت پڑھاتے تھے اور (دعائے) قنوت (جو کہ وتر میں پڑھی جاتی ہے) رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

الجواب: یہ روایت ابو معاویہ الضریر، حجاج بن ارطاۃ اور ابو اسحاق مدلسین کے عن عن عن کی وجہ سے حارث الاعور سے ثابت نہیں اور حارث اعور بذاتِ خود جمہور کے نزدیک مجروح، نیز شیعہ اور بقولِ امام شعبی: کذاب تھا۔ (۲۷/ستمبر ۲۰۱۱ء سرگودھا)

نمازِ جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین کا ثبوت

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''قال أحمد بن محمد بن الجراح وابن مخلد، قالا: ثنا (عمر) بن شبة قال: حدثنا يزيد بن هارون (قال:) أخبرنا يحي بن سعيد عن نافع عن ابن عمر: أن النبي ﷺ كان إذا صلّى على جنازة رفع يديه في كل تكبيرة و إذا انصرف سلّم.'' سیدنا ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نمازِ جنازہ پڑھتے تو ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب پھرتے (نماز ختم کرتے) تو سلام کہتے تھے۔ (کتاب العلل للدارقطنی ج ۱۳ ص ۲۲ ح ۲۹۰۸)

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔ امام دارقطنی اور یحییٰ بن سعید الانصاری دونوں تدلیس کے الزام سے بری ہیں۔ دیکھئے الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (ص ۲۶، ۳۲)

عمر بن شبہ صدوق حسن الحدیث ہیں۔ احمد بن محمد بن الجراح اور محمد بن مخلد دونوں ثقہ ہیں۔ دیکھئے تاریخ بغداد (۴/۲۰۹ ت ۲۳۱۲، ۳/۳۱۰، ۳۱۱ ت ۱۴۰۶)

حافظ زبیر علی زئی

گیارہ رکعات قیامِ رمضان (تراویح) کا ثبوت اور دلائل

اس مختصر مضمون میں گیارہ رکعات قیامِ رمضان (تراویح) کا ثبوت اور (بعض تحقیق اور بعض الزامی) دلائل پیشِ خدمت ہیں:

۱) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

"ما کان یزید في رمضان و لا في غیرہ علیٰ احدیٰ عشرۃ رکعۃ ..."

رمضان ہو یا غیر رمضان، آپ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

(صحیح بخاری ج۱ص ۲۶۹ ح ۲۰۱۳، عمدۃ القاری ج۱۱ص ۱۲۸، کتاب التراویح باب فضل من قام رمضان)

اس حدیث پر امام بخاری اور محدث بیہقی رحمہما اللہ نے قیامِ رمضان (اور تراویح) کے عنوانات لکھے ہیں۔ (مثلاً دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۴۹۵۔۴۹۶)

نیز بہت سے حنفی و غیر حنفی علماء نے اس حدیث سے استدلال کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس سے مراد قیامِ رمضان (تراویح) ہے۔ مثلاً دیکھئے نصب الرایہ للزیلعی (۲/ ۱۵۳) الدرایہ لابن حجر العسقلانی (۱/ ۲۰۳) عمدۃ القاری للعینی (۱۱/ ۱۲۸) فتح القدیر لابن ہمام (۱/ ۴۶۷) اور الحاوی للسیوطی (۱/ ۳۴۸)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد صبح تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے... آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے اور (آخر میں) ایک وتر پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم ج۱ص ۲۵۴ ح ۷۳۶)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ گیارہ رکعات دو دو کر کے (۲+۲+۲+۲+۲) اور آخر میں ایک وتر (کل ۱۱) پڑھنا ثابت ہے۔

۲) سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں نماز پڑھائی، آپ نے آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۲/ ۱۳۸ ح ۱۰۷۰، وسندہ حسن، صحیح ابن حبان، الاحسان ۴/ ۶۲، ۶۴ ح ۲۴۰۱، ۲۴۰۶)

اس حدیث کے راوی عیسیٰ بن جاریہ رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث ہیں۔ (دیکھئے تحقیقی مقالات ج ا ص ۵۲۵۔۵۳۲)

دوسری روایت میں آیا ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رمضان میں آٹھ رکعتیں اور وتر پڑھے اور نبی ﷺ کو بتایا تو آپ نے کچھ نہیں کہا، پس یہ رضامندی والی سنت بن گئی۔ (مسند ابی یعلیٰ ۳/ ۲۳۶ ح ۱۸۰۱، وسندہ حسن، مجمع الزوائد ۲/ ۷۴ وقال الهيثمي : رواه أبو يعلى و الطبراني بنحوه في الأوسط و إسناده حسن)

۳) سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (خلیفۂ راشد و امیر المومنین) نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم الداری (رضی اللہ عنہما) کو حکم دیا، لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں۔

(موطأ امام مالک روایۃ یحییٰ ۱/ ۱۱۴ ح ۲۴۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۴۹۶)

اس روایت کی سند صحیح ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی اضطراب نہیں بلکہ جب طحاوی نے اس روایت کو دو سندوں سے بیان کیا تو عینی حنفی نے کہا:

" ما أخرجه عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه من طريقين صحيحين "

جو انھوں (طحاوی) نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے دو صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار ج ۵ ص ۱۰۳)

نیموی نے کہا: " و إسناده صحيح " (آثار السنن ص ۲۵۰)

ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ صحابی نے فرمایا: ہم (سیدنا) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

(سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی للفتاوی ۱/ ۳۴۹ وقال السيوطي : بسند في غاية الصحة)

دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا اُبیّ بن کعب اور سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہما دونوں گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۳۹۲ ح ۷۶۷۰ وسندہ صحیح)

۴) طحطاوی حنفی اور محمد احسن نانوتوی نے لکھا ہے: " لأن النبي عليه الصلوٰة والسلام

لم يصلها عشرين بل ثماني " بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیس نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ پڑھی ہیں۔ (حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار ۱/ ۲۹۵ واللفظ لہ، حاشیۃ کنز الدقائق ص ۳۶ حاشیہ نمبر ۴)

۵) انور شاہ کاشمیری دیوبندی نے کہا: " و أما عشرون ركعة فهو عنه عليه السلام بسند ضعيف و على ضعفه اتفاق " اور جو بیس رکعات ہیں تو وہ آپ ﷺ سے ضعیف سند کے ساتھ (مروی) ہیں اور اس (روایت) کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

(العرف الشذی ج ۱ ص ۱۶۶)

انور شاہ صاحب نے مزید کہا: اور اس بات کے تسلیم کرنے سے کوئی چھٹکارا نہیں کہ آپ علیہ السلام کی تراویح آٹھ رکعات تھی اور روایتوں میں سے کسی ایک روایت میں بھی یہ ثابت نہیں کہ آپ علیہ السلام نے رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ پڑھے ہوں...

رہے نبی ﷺ تو آپ سے آٹھ رکعات صحیح ثابت ہیں اور رہی بیس رکعتیں تو وہ آپ علیہ السلام سے ضعیف سند کے ساتھ (روایت) ہے اور اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

(العرف الشذی ج ۱ ص ۱۶۶، مترجماً)

نیز دیکھئے فیض الباری (ج ۲ ص ۴۲۰)

۶) ابوبکر بن العربی المالکی (متوفی ۵۴۳ھ) نے کہا: اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں (یہی) نبی ﷺ کی نماز اور قیام ہے اور اس کے علاوہ جو اعداد ہیں تو ان کی کوئی اصل نہیں۔ (عارضۃ الاحوذی شرح الترمذی ج ۴ ص ۱۹)

۷) خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے لکھا ہے: "اور سنت مؤکدہ ہونا تراویح کا آٹھ رکعت تو بالاتفاق ہے اگر خلاف ہے تو بارہ میں ہے" (براہین قاطعہ ص ۱۹۵)

۸) ابن ہمام حنفی نے کہا: اس سب کا حاصل (نتیجہ) یہ ہے کہ قیامِ رمضان (تراویح) گیارہ رکعات مع وتر (اور) جماعت کے ساتھ سنت ہے۔

(فتح القدیر شرح الہدایہ ج ۱ ص ۴۰۷، نیز دیکھئے البحر الرائق ج ۲ ص ۶۷)

۹) دیوبندیوں کے منظورِ نظر عبدالشکور لکھنوی نے لکھا ہے:

"اگرچہ نبی ﷺ سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔مگر..." (علم الفقہ ص ۱۹۸، حاشیہ)

عرض ہے کہ صحیح حدیث اور آثارِ صحیحہ کے بعد اگر مگر کی کوئی ضرورت نہیں اور صحیح حدیث پر عمل میں ہی نجات ہے۔

۱۰) محمد یوسف بنوری دیوبندی نے تسلیم کیا:

پس یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے آٹھ رکعات تراویح بھی پڑھی ہیں۔

(معارف السنن ج۵ ص۵۴۳ مترجماً)

۱۱) امام شافعی رحمہ اللہ نے بیس رکعات کو پسند کرنے کے بعد فرمایا: اس چیز (تراویح) میں ذرہ برابر تنگی نہیں اور نہ کوئی حد ہے، کیونکہ یہ نفل نماز ہے، اگر رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر رکعتیں زیادہ ہوں تو بھی بہتر ہے۔

(مختصر قیام اللیل للمروزی ص ۲۰۲۔۲۰۳)

۱: بعض آلِ تقلید نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "بیس رکعتیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہیں" لیکن یہ دعویٰ کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں، بلکہ ہماری پیش کردہ دلیل نمبر ۳ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۲: بعض آلِ تقلید نے بیس رکعات تراویح پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے، حالانکہ اجماع کا یہ دعویٰ باطل ہے۔ (دیکھئے میری کتاب: تعداد رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ ص ۸۴۔۸۷)

۳: درج ذیل حنفی اور دیوبندی علماء نے آٹھ رکعات تراویح کا سنت ہونا تسلیم کیا ہے:

ابن ہمام، طحطاوی، ملا علی قاری، حسن بن عمار شرنبلانی۔

محمد احسن نانوتوی، عبدالشکور لکھنوی، عبدالحی لکھنوی، خلیل احمد سہارنپوری، احمد علی سہارنپوری، انور شاہ کاشمیری اور محمد یوسف بنوری۔

تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ

(۲۹/ نومبر ۲۰۱۱ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعدادِ رکعاتِ تراویح کے بارے میں ائمہ حرمین کا موقف

[امامِ حرم ابن سُبَیل السعودی کا فتویٰ]

بھائی مرزا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا سوال! کیا نمازِ تراویح اور نمازِ تہجد مختلف نمازیں ہیں؟ اور اگر دونوں مختلف نمازیں ہیں تو اس کی دلیل کیا ہے؟

جواب: نماز تراویح اور تہجد دونوں ایک ہی ہیں، اور نمازِ تراویح کو قیام رمضان بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس نماز کا وقت نمازِ عشاء کے بعد فجر تک ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک اضافی نماز عطاء کی ہے جسے وتر (تہجد) کہا جاتا ہے، پس تم یہ نماز، عشاء اور فجر کے درمیانی وقت میں پڑھو۔

اور اس بات کی دلیل کہ دونوں ایک ہی نماز ہیں، وہ حدیث ہے جسے امام بخاری اپنی صحیح میں کتاب التہجد ''باب قیام النبی ﷺ فی رمضان'' اور کتاب صلاۃ التراویح کے ''باب فضل من قام رمضان'' میں ذکر کیا ہے۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں کتنی نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: رمضان اور غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ابتدا میں چار رکعتیں (دو، دو کرکے) پڑھتے کہ ان کی خوبصورتی اور طوالت کے بارے میں تم نہ پوچھو.....

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقه محمد و علیٰ آله صحبه أجمعین .

محمد بن عبداللہ السُبَیّل

رئیس عام برائے امور مسجد حرام و مسجد نبوی

امام وخطیب مسجد حرام

(تاریخ: ۱/ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

المملكة العربية السعودية
الرئاسة العامة لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي
مكتب الرئيس

الرقم: ٤٣/١
التاريخ: ١/٤/١٤٢٠
المشفوعات: ــــــــ

إلى الأخ / ميرزا — وفقه الله

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، وبعد .

سؤالك هل صلاة التراويح تختلف عن صلاة التهجد وإذا كانت التراويح والتهجد صلاتين مختلفتين فأيهما أفضل .

والجواب : أن صلاة التراويح والتهجد هما صلاة واحدة ، وتسمى صلاة التراويح قيام رمضان ووقتها من بعد صلاة العشاء إلى الفجر ، لقوله ﷺ : « إن الله قد زادكم صلاة وهي الوتر [illegible] ما بين العشاء إلى الفجر » .

والدليل على كونها واحدة ، ما رواه البخاري في صحيحه في كتاب التهجد في باب قيام النبي ﷺ في رمضان ، وكذلك في كتاب صلاة التراويح في باب فضل من قام رمضان عن أبي سلمة بن عبد الرحمن أنه سأل عائشة رضي الله عنها كيف كانت صلاة رسول الله ﷺ في رمضان ؟ فقالت : ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدى عشرة ركعة يصلي أربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ... الحديث .

وصلى الله على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين .

كتبه

محمد بن عبد الله السبيل

الرئيس العام
لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي
إمام وخطيب المسجد الحرام

حافظ زبیر علیزئی

انوار السنن فی تحقیقِ آثار السنن

(۳)

باب نجاسة المني

منی کی نجاست کا باب

۲۲) عن سليمان بن يسار قال : سألت عائشة رضي الله عنها عن المني يصيب الثوب فقالت : كنت أغسله من ثوب رسول الله ﷺ فيخرج إلى الصلاة وأثر الغسل في ثوبه بقع الماء. رواه الشيخان.

سلیمان بن یسار (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے منی کے بارے میں پوچھا (جو) کپڑے کو لگ جاتی ہے تو انھوں نے فرمایا: میں اسے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھوتی تھی پھر آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور آپ کے کپڑے پر پانی کے دھبوں جیسا دھونے کا نشان ہوتا تھا۔

اسے شیخین (بخاری: ۲۲۹، ۲۳۰، مسلم: ۲۸۹) نے روایت کیا ہے۔

۲۳) وعن ميمونة رضي الله عنها قالت : أدنيت لرسول الله ﷺ غسله من الجنابة فغسل كفيه مرتين أو ثلاثًا ثم أدخل يده في الاناء ثم أفرغ به على فرجه وغسله بشماله ثم ضرب بشماله الأرض فدلكها دلكًا شديداً ثم توضأ وضوءه للصلاة ثم أفرغ على رأسه ثلاث حفنات ملأكفه ثم غسل سائر جسده ثم تنحى عن مقامه ذلك فغسل رجليه. أخرجه الشيخان.

میمونہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) سے روایت ہے کہ میں نے غسلِ جنابت کا پانی رسول اللہ ﷺ کے

قریب کیا تو آپ نے اپنی ہتھیلیاں دو یا تین دفعہ دھوئیں پھر اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اپنی شرمگاہ پر پانی بہایا اور اُسے اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ دھویا پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین (کی مٹی) پر مار کر بہت زیادہ رگڑا پھر آپ نے نماز جیسا وضو کیا پھر اپنی دونوں ہتھیلیاں بھر کر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالا پھر (اس کے بعد) اپنا سارا جسم دھویا پھر اپنے اس مقام سے ایک طرف ہٹ گئے اور اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

اسے شیخین (بخاری: ۲۶۵، مسلم: ۳۱۶) نے روایت کیا ہے۔

انوار السنن: اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ غسلِ جنابت سے پہلے نماز والا وضو کرنا چاہئے اور اہلِ حدیث کا اسی پر عمل ہے۔ والحمد للہ

۲۴) وعن عبداللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنه أنه قال: ذكر عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه لرسول اللّٰه ﷺ أنه تصيبه الجنابة من الليل فقال له رسول اللّٰه ﷺ: **((توضأ واغسل ذكرك ثم نم.))**

رواه الشيخان.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ رات کو جنبی ہو جاتے ہیں تو اُن سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وضو کرو اور اپنا ذَکر (آلۂ تناسل) دھولو پھر سو جاؤ۔

اسے شیخین (بخاری: ۲۹۰، مسلم: ۳۰۶) نے روایت کیا ہے۔

۲۵) وعن أبي السائب مولى هشام بن زهرة عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ:

((لا يغتسل أحدكم في الماء الدائم وهو جنب.))

فقال: كيف يفعل يا أبا هريرة؟ قال: يتناوله تناولاً. رواه مسلم.

ہشام بن زہرہ کے غلام ابوالسائب (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص بھی اگر جنبی

ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔انھوں (تابعی) نے پوچھا: اے ابوہریرہ! کس طرح کرے؟ انھوں نے فرمایا: اس سے پانی لے لے۔ (یعنی اُس سے باہر غسل کرے۔)

اسے مسلم (۲۸۳) نے روایت کیا ہے۔

۲۶) وعن معاوية بن أبي سفيان رضي الله عنه أنه سأل أخته أم حبيبة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ :هل كان رسول الله ﷺ يصلى في الثوب الذي يجامعها فيه؟ فقالت : نعم! إذا لم يرفيه أذى.

رواه أبو داود وآخرون وإسناده صحيح.

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بہن اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا (اور رسول اللہ ﷺ کی زوجہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ جس کپڑے میں جماع کرتے تھے، کیا اسی میں نماز پڑھتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: جی ہاں! جب اس میں اذیت (پلیدی) نہ دیکھتے۔ (تو اسی میں نماز پڑھتے تھے۔)

اسے ابوداود (۳۶۶) اور دوسروں (ابن ماجہ: ۵۴۰، نسائی ۱/۱۵۵ ح ۲۹۵ وغیرہما) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ منی نجس ہے اور یہی راجح ہے۔ مشہور محدث مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "**قولها من أذى ، هو ظاهر في النجاسة، لاغير**" "اُن (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) کا ارشاد" اذیت میں سے" کا ظاہر مفہوم نجاست ہے اور اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ (عون المعبود ج ۱ ص ۱۴۲ ح ۳۶۶)

معلوم ہوا ہے کہ قولِ راجح میں اہلِ حدیث کے نزدیک بھی منی نجس ہے۔

شوکانی نے بھی کہا: صحیح یہ ہے کہ منی نجس ہے الخ یہ قول ذکر کرنے کے بعد محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شوکانی کا یہ کلام حسن جید (اچھا) ہے۔

(تحفۃ الاحوذی ۱/۱۱۴ ح ۱۱۶)

معلوم ہوا کہ بعض علماء کے شاذ قول کی بنیاد پر تمام اہلِ حدیث کے خلاف یہ پروپیگنڈا کرنا کہ وہ منی کو پاک سمجھتے ہیں، غلط اور مردود ہے۔ (نیز دیکھئے توضیح الاحکام ۱/۲۱۰۔۲۱۲)

۲۷) وعن يحيي بن عبدالرحمٰن بن حاطب أنه اعتمر مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه في ركب فيهم عمرو بن العاص رضي الله عنه وأن عمر بن الخطاب رضي الله عنه عرس ببعض الطريق قريبًا من بعض المياه فاحتلم عمر رضي الله عنه وقد كاد أن يصبح فلم يجد مع الركب ماء فركب حتى إذا جاء الماء فجعل يغسل ما رأى من ذلك الاحتلام حتى أسفر فقال له عمرو بن العاص رضي الله عنه: أصبحت ومعنا ثياب فدع ثوبك يغسل فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: واعجباً لك يا عمرو بن العاص! لئن كنت تجد ثيابًا أفكل الناس يجد ثياباً؟ والله! لو فعلتها لكانت سنة بل أغسل ما رأيت وأنضح ما لم أر.

رواه مالك و إسناده صحيح.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے کچھ سواروں کی شمولیت میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمرہ کیا، جن میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رات کے آخری حصے میں پانیوں کے قریب کے راستے میں آرام کیا تو عمر رضی اللہ عنہ کو احتلام ہو گیا اور قریب تھا کہ صبح ہو جاتی، پس سواروں میں سے کسی کے پاس بھی پانی نہیں تھا، لہٰذا وہ سوار ہو کر چل پڑے حتیٰ کہ جب وہ پانی کے پاس پہنچے تو احتلام کا جو اثر نظر آ رہا تھا اُسے دھونے لگے حتیٰ کہ (صبح کی) روشنی ہو گئی تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: آپ نے صبح کر دی ہے، اور ہمارے پاس کپڑے ہیں، آپ اپنا کپڑا چھوڑ دیں تاکہ دھو لیا جائے۔ (اور نماز پڑھیں۔) تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمرو بن العاص! تجھ پر تعجب ہے، اگر تمھارے پاس کپڑے ہیں تو کیا سب لوگوں کے پاس کپڑے ہیں؟ اللہ کی قسم! اگر میں ایسا کرتا تو یہ سنت ہو جاتی، بلکہ میں جو دیکھتا ہوں تو اسے دھوتا ہوں اور جو

نہیں دیکھتا تو اس پر پانی چھڑکتا ہوں۔

اسے مالک نے (موطأ ۱/۵۰ ح ۱۱۲ بتحقیقی میں) روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔

۲۸) وعن عائشة رضي الله عنها أنها قالت في المني إذا أصاب الثوب: إذا رأيته فاغسله وإن لم تره فانضحه. رواه الطحاوي وإسناده صحيح.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر کپڑے کو منی لگ جائے، جب تم اسے دیکھ لو تو دھو لو اور اگر نہ دیکھو تو اس پر پانی چھڑک دو۔

اسے طحاوی (۱/۵۱) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔

بطورِ تنبیہ عرض ہے کہ اس کتاب میں جب مطلقاً طحاوی کی روایت ذکر کی جائے تو اس سے مراد شرح معانی الآثار ہے اور اگر کسی دوسری کتاب (مثلاً مشکل الآثار) کی روایت ہو تو ہم نے اس کی صراحت کر دی ہے۔

۲۹) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال في المني يصيب الثوب: إن رأيته فاغسله وإلا فاغسل الثوب كله. رواه الطحاوی وإسناده صحيح. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تم دیکھ لو کہ کپڑے کو منی لگ جائے تو اسے دھو لو ورنہ سارے کپڑے کو دھوؤ۔

اسے طحاوی (۱/۵۲) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند ضعیف ہے۔

اس میں ایک راوی امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ ہیں جو زبردست ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔ دیکھئے الفتح المبین (ص ۶۲) طبقات المدلسین (طبقہ ثالثہ ۳/۱۰۲) شرح معانی الآثار (۱/۵۵ باب مس الفرج) اور علل الحدیث لابن ابی حاتم (۱/۳۲۴ ح ۹۶۴)

بعض علماء امام زہری رحمہ اللہ کے عنعنے کو مقبول سمجھتے ہیں۔ (دیکھئے جامع التحصیل ص ۱۰۹)

لیکن یہ قول مرجوح ہے اور یہ سند عن سے ہے لہٰذا ضعیف ہے۔ نیز دیکھئے حدیث سابق:۱۰

۳۰) وعن عبدالملك بن عمير قال : سئل جابر بن سمرة رضي الله عنه وأنا عنده عن الرجل يصلي فى الثوب الذي يجامع فيه أهله؟ قال : صل فيه إلا أن ترى فيه شيئاً فتغسله ولا تنضحه فإن النضح لا يزيده إلا شراً.

رواه الطحاوي وإسناده حسن. عبدالملک بن عمیر (تابعی) سے روایت ہے کہ میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب اُن سے پوچھا گیا: آدمی اس کپڑے میں نماز پڑھتا ہے جس میں اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس میں نماز پڑھو اِلا یہ کہ تم اس میں کوئی چیز (منی کا نشان) دیکھو تو اسے دھولو اور اس پر پانی نہ چھڑکنا کیونکہ یہ چھڑکاؤ صرف شر کو ہی زیادہ کرے گا۔ اسے طحاوی (۵۳/۱) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔ عبدالملک بن عمیر نے سماع کی تصریح کردی ہے۔

۳۱) وعن عبدالكريم بن رشيد قال : سئل أنس بن مالك رضي الله عنه عن قطيفة أصابتها جنابة لا يدرى أين موضعها؟ قال : اغسلها.

رواه الطحاوى وإسناده صحيح. عبدالکریم بن رُشَید (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس چادر کے بارے میں پوچھا گیا جس پر جنابت لگ جاتی ہے (اور) جگہ معلوم نہیں ہوتی (کہ کہاں جنابت لگی ہے؟) انھوں نے فرمایا: اس چادر کو دھو لو۔ اسے طحاوی (۵۳/۱) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔

باب ما يعارضه

اس کے معارض (مخالف روایات) کا باب

۳۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال : سئل النبي ﷺ عن المني

يصيب الثوب قال: ((إنما هو بمنزلة المخاط والبزاق وإنما يكفيك أن تمسحه بخرقة أو باذخرة.))

رواه الدارقطني وإسناده ضعيف ورفعه وهم. ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منی کے بارے میں پوچھا گیا جو کپڑے کو لگ جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: بے شک وہ بلغم اور تھوک کی طرح ہے اور تمھارے لئے صرف یہ کافی ہے کہ اُسے کپڑے کے کسی ٹکڑے یا گھاس سے پونچھ ڈالو۔ اسے دارقطنی (۱/۱۲۴) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف۔ ہے اور اس کا مرفوع ہونا (راوی کا) وہم ہے۔

انوارالسنن: اس کی سند ضعیف ہے۔

شریک بن عبداللہ القاضی کے بارے میں نیموی کے اقوال مختلف اور باہم متعارض ہیں۔ مثلاً دیکھئے التعلیق الحسن (ص ۳۱ تحت ح ۳۲ ضعفہ) اور آثار السنن (۵۰، ۱۰۹۱، وعن زید بن وہب، وحسن لہ)!

قولِ راجح میں قاضی شریک اگر اختلاط سے پہلے روایت کریں اور سماع کی تصریح کریں تو حسن الحدیث ہیں ورنہ اُن کی بیان کردہ روایت ضعیف ہوتی ہے کیونکہ وہ مدلس ہیں۔ دیکھئے الفتح المبین (ص ۴۳) نصب الرایہ (۳/۲۴۴) اور المحلی (۸/۲۶۳، ۱۰/۳۴۳)

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ضعیف ہیں، انھیں جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور نیموی نے بھی اُن پر یہاں جرح کر رکھی ہے۔ نیز دیکھئے حدیث: ۳۴

نیموی نے کہا: بیہقی نے المعرفۃ (معرفۃ السنن والآثار) میں اس کے مرفوع ہونے کا انکار کیا ہے جیسا کہ آرہا ہے، باوجود اس کے کہ یہ اثر ان کے مذہب کے موافق ہے۔ (التعلیق الحسن ص ۳۱) نیموی کا یہ قول اس کی دلیل ہے کہ امام بیہقی متعصب نہیں بلکہ معتدل تھے۔

رہا بیہقی کا مذہب تو یہ کتاب وسنت اور اجماع کی اتباع ہے نہ کہ اندھا دھند تقلید۔ والحمدللہ

۳۳) وعن محارب بن دثار عن عائشة رضي الله عنها أنها كانت تحتّ المني من ثياب رسول الله ﷺ وهو في الصلاة.

رواه البيهقي وابن خزيمة وإسناده منقطع.

محارب بن دثار (تابعی رحمہ اللہ) سے روایت ہے، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچ دیتی تھیں اور آپ نماز میں ہوتے تھے۔

اسے بیہقی (معرفۃ السنن والآثار ۲۴۳/۲ ح ۱۲۵۹) اور ابن خزیمہ (۱۴۷/۱ ح ۲۹۰) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند منقطع ہے۔

انوار السنن: اس کی سند ضعیف ہے۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن محارب بن دثار کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ثابت نہیں اور یہ روایت امام مسلم کی شرط پر ہے۔!!

نیموی صاحب اسی جیسی ایک روایت کو "و إسناده صحيح" کہہ چکے ہیں۔

(آثار السنن: ٦)

ہمارے نزدیک یہ دونوں روایتیں متصل نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہیں۔

تنبیہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کھرچتی تھی، پھر آپ اس میں نماز پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۲۸۸، دارالسلام: ٦٦٨)

نیز دیکھئے حدیث: ۳۵

۳۴) وعن ابن عباس رضي الله عنه أنه قال في المني يصيب الثوب، قال: امطه عنك بعود أو اذخرة فإنما هو بمنزلة المخاط أو البصاق.

رواه البيهقي في المعرفة وصححه.

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے منی کے بارے میں جو کپڑے کو لگ جاتی ہے، فرمایا: اسے لکڑی یا گھاس کے ساتھ دُور کردو کیونکہ یہ بلغم یا تھوک کی طرح ہے۔

اسے بیہقی نے کتاب المعرفۃ (والسنن والآثار ۲۴۳/۲۔۲۴۴ ح ۱۲۶۰، وقال: "هذا هو الصحيح موقوف") میں روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

انوار السنن: اس کی سند صحیح ہے۔

اسے امام شافعی نے کتاب الام (۵٦/۱) میں اور بیہقی نے السنن الکبریٰ (۱۸/۲،

وقال: هذا صحيح عن ابن عباس من قوله) میں بھی روایت کیا ہے۔
سفیان بن عیینہ سے امام شافعی کی روایت سماع پر محمول ہوتی ہے۔ دیکھئے الفتح المبین (۴۲) اور النکت للزرکشی (ص۱۸۹)

اور اس روایت میں انھوں نے عمرو بن دینار و ابن جریج سے سماع کی تصریح کر دی ہے۔ اس موقوف روایت کا ایک شاہد شرح معانی الآثار میں ہے، جس کے بارے میں طحاوی نے کہا:
'' **فهٰذا يدل علىٰ أنه قد كان يراه طاهرًا** '' یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) اسے (منی کو) پاک سمجھتے تھے۔ (۱/۵۳۔۵۴)

آثار السنن: قال النيموي: هذا أقوى الآثار لمن ذهب إلى طهارة المني ولكنه لا يساوي الأخبار الصحيحة التي استدل بها على النجاسة ومع ذلك يحتمل أن يكون التشبيه في الازالة والتطهير لا في الطهارة. نیموی نے کہا: جو لوگ منی پاک ہونے کے قائل ہیں اُن کے آثار میں یہ سب سے قوی اثر ہے لیکن یہ اُن احادیث صحیحہ کے برابر نہیں جن سے منی کے نجس ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی احتمال ہے کہ پاک قرار دینے میں نہیں بلکہ دُور کرنے اور صاف کرنے میں تشبیہ دی گئی ہے۔

انوار السنن: یہ احتمال تو بے حد بعید ہے، غالباً اسی وجہ سے عبدالقیوم حقانی دیوبندی نے اس موقوف روایت کے بارے میں لکھا ہے: '' مخاط [بلغم] کے ساتھ تشبیہ دینا ان [ابن عباس رضی اللہ عنہ] کا ذاتی اجتہاد ہے ایک صحابی کی ذاتی رائے یا فہم مرفوع احادیث اور دیگر صحابہ کرام کے مقابلہ میں حجت نہیں قرار پاتا۔'' (توضیح السنن ج ا ص ۱۲۴)

اگر اہل حدیث کسی اثر کو۔ بشرطیکہ وہ صریح کتاب وسنت کے خلاف ہو۔ رد کر دیں تو تقلیدی حضرات طعنے دینا اور شور مچانا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اگر آثارِ صحابہ و آثارِ تابعین ان کی مرضی کے خلاف ہوں تو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ انھیں رد کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ دیکھئے میری کتاب: علمی و تحقیقی مقالات (جلد اول ص ۲۰۰۔۲۱۲)

حافظ زبیر علیزئی

فاتحہ خلف الامام کے خلاف بندیالوی شبہات اور ان کے جوابات

الحمد للّٰہ ربّ العالمین و الصّلوٰۃ و السّلام علٰی رسولہ الأمین، أما بعد:

محمد عطاء اللہ بندیالوی نے ماہنامہ ''ضیائے توحید'' میں فاتحہ خلف الامام کے خلاف کچھ شبہات لکھے یا لکھوائے ہیں۔ ان شبہات کے مدلل جوابات درج ذیل ہیں:

۱) بندیالوی نے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ (الاعراف: ۲۰۴) کے بارے میں کہا:

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت فرض نماز کے بارے میں اتری ہے۔

امام بخاریؒ کے استاذ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ النَّاسُ عَلٰی اَنَّھَا نَزَلَتْ فِی الصَّلٰوۃِ...'' (ماہنامہ ضیائے توحید: ۴ص ۱۴)

جواب: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اِقْرَأْ خَلْفَ الْاِمَامِ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ.'' امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۷۵ ح ۳۷۷۳، کتاب القراءت للبیہقی ص ۱۹۸ ح ۴۳۶ وقال: ''وھذا إسناد صحیح، لا غبار علیہ'' الاوسط لابن المنذر ۳/ ۱۰۹، وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ اس آیت کا فاتحہ خلف الامام سے کوئی تعلق نہیں، ورنہ مفسرِ قرآن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام کا حکم نہ دیتے۔

ابراہیم بن ابی طالب سے روایت ہے کہ میں نے احمد (بن حنبل) سے امام کے پیچھے جہری نماز میں قرأت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: سورۂ فاتحہ پڑھیں۔

(تاریخ نیشاپور بحوالہ سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۵۳۰ وسندہ صحیح)

ثابت ہوا کہ بندیالوی صاحب نے منسوخ قول سے استدلال کیا ہے۔

۲) تقلید پرست بندیالوی نے کہا ہے: ''کبھی کہتے ہیں یہ آیت جمعہ کے خطبے کے بارے میں ہے... یہ آیت کفار کے بارے میں اتری ہے مسلمانوں کے بارے میں نہیں۔'' (ص ۱۴)

جواب: مفسرِ قرآن، امام مجاہد رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

"فی الخطبۃ یوم الجمعۃ" جمعہ کے دن خطبے کے بارے میں نازل ہوئی۔

(کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی ح ۲۶۷، وسندہ صحیح)

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ خطبۂ جمعہ کے دوران میں دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں اور اسی سے استدلال کرتے ہوئے تفسیر مذکور کی رو سے جہری نمازوں میں بھی فاتحہ خلف الامام پڑھنے سے آیت مذکورہ کی مخالفت نہیں ہوتی۔

آلِ دیوبند کے "حکیم الامت" اشرف علی تھانوی دیوبندی نے فرمایا:

"میرے نزدیک اذا قرئ القرآن فاستمعوا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو کان لگا کر سنو تبلیغ پر محمول ہے، اس جگہ قراءت فی الصلوٰۃ مراد نہیں" (الکلام الحسن حصہ دوم ص ۲۱۲)

عبدالماجد دریا آبادی (دیوبندی) نے کہا: "حکم کے مخاطب ظاہر ہے کہ کفار و منکرین ہیں" (تفسیر ماجدی جلد دوم ص ۲۶۳ حاشیہ نمبر ۳۰۰)

۳) بندیالوی صاحب نے واذا قرأ فانصتوا والی حدیث پیش کی۔ (دیکھئے ص ۱۴)

جواب: یہ حدیث منسوخ ہے اور منسوخ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس کے دو راوی ہیں:

(۱) سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جہری نمازوں میں بھی فاتحہ خلف الامام پڑھنے کا حکم دیا۔

(دیکھئے جزء القراءۃ للبخاری: ۲۸۳ وسندہ صحیح، اور آثار السنن للنیموی: ۳۵۸ وقال: و إسنادہ حسن)

حنفیہ کا یہ اصول ہے کہ راوی اگر اپنی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو وہ روایت منسوخ ہو جاتی ہے۔ دیکھئے معانی الآثار للطحاوی (جلد ۱ ص ۲۳) نخب الافکار للعینی (۳۴۱/۴) اور امین اوکاڑوی کی تجلیاتِ صفدر (ج ۵ ص ۵۲)

۴) جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔

جواب: اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ امام آمین نہ کہے، لہٰذا اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ تم

ولا الضالین تک نہ پڑھو۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یا رسول اللہ ! لا تسبقني بآمین " اے اللہ کے رسول! آپ مجھ سے پہلے آمین نہ کہیں۔

(سنن ابی داود: ۹۳۷، مسند احمد ۶/ ۱۲، ۱۵، وصححہ الحاکم ۱/ ۲۱۹ ووافقہ الذہبی)

معلوم ہوا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سورۂ فاتحہ پڑھتے رہتے تھے اور تکمیلِ سورت کے بعد ہی آمین کہتے تھے، لہٰذا انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آمین میں سبقت نہ کرنے کی درخواست کی۔

۵) سفیان بن عیینہ نے کہا: لمن یصلّی وحدہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (دیکھئے ص ۱۵)

یہ قول امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں اور ثابت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امام ابوداود (پیدائش ۲۰۲ھ) نے سفیان بن عیینہ (وفات ۱۹۸ھ) تک متصل سند بیان نہیں کی اور امام احمد بن حنبل نے امام کے پیچھے قراءت کو اختیار کیا۔

(دیکھئے سنن الترمذی ص ۷۱ مع العرف الشذی)

لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب والی حدیث کے راوی سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل تھے۔

دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۳۷۵ ح ۳۷۷۰ وسندہ صحیح) اور سرفراز خان صفدر دیوبندی کی کتاب: احسن الکلام (ج ۲ ص ۱۴۲، دوسرا نسخہ ۱۵۶)

اب آثارِ صحابہ اور آثارِ سلف صالحین میں سے تیس (۳۰) صحیح حوالے پیشِ خدمت ہیں، جن سے فاتحہ خلف الامام کا قولاً یا فعلاً ثبوت ہے، لہٰذا آلِ دیوبند کا آیتِ کریمہ و احادیث منسوخہ یا غیر صریحہ سے استدلال باطل ہے:

۱: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ / فاتحہ پڑھ۔ (المستدرک للحاکم ۱/ ۲۳۹)

۲: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب امام سورۂ فاتحہ پڑھے تو تُو بھی اسے پڑھ اور اس سے پہلے ختم کر لے۔ (جزء القراءۃ: ۲۸۳ وسندہ صحیح)

۳: سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے اور فرماتے: اس کے بغیر

نماز نہیں ہوتی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۷۵ وسندہ صحیح)

۴: سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

(جزء القراءۃ: ۱۱، ۱۰۵، وسندہ حسن)

۵: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۷۵ وصححہ البیہقی، الاوسط لابن المنذر ۳/ ۱۰۹ ح ۱۳۲۴، وسندہ صحیح)

۶: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ (پڑھنے) کا حکم دیتے تھے۔

(کتاب القراءۃ للبیہقی: ۲۳۱ وسندہ حسن)

۷: سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (جزء القراءۃ: ۵۲ وھو حسن)

۸: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ قراءت خلف الامام کے فاعل تھے۔

(جزء القراءۃ: ۶۰)

۹: سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ قراءت خلف الامام کے قائل تھے۔

(سنن ابن ماجہ: ۸۴۳ وسندہ حسن)

۱۰: امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فاتحہ خلف الامام کا حکم دیا۔

(کتاب القراءۃ للبیہقی: ۲۳۷ ومصنف عبدالرزاق: ۲۷۸۹)

۱۱: امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: امام کے پیچھے ہر نماز میں سورۂ فاتحہ اپنے دل میں (یعنی سراً) پڑھ۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۲/ ۱۷۱، وسندہ صحیح)

۱۲: امام عامر الشعبی رحمہ اللہ امام کے پیچھے قراءت کو اچھا سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۷۵ ح ۳۷۷۲ وسندہ صحیح)

۱۳: امام عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ امام کے پیچھے قراءت کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۷۳ ح ۳۷۵۰ وسندہ صحیح)

۱۴: امام ابو الملیح اسامہ بن عمیر رحمہ اللہ امام کے پیچھے قراءت کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۳۷۵ ح ۳۷۶۸ وسندہ صحیح)

۱۵: امام عروہ بن الزبیر رحمہ اللہ اپنے بیٹوں کو حکم دیتے تھے: امام کے سکتے میں پڑھو، کیونکہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ (کتاب القراءت للبیہقی: ۲۳۸ وسندہ حسن)

۱۶: امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ نے سری نمازوں میں فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۷۴، اور الکواکب الدریہ ص ۲۸)

۱۷: امام نافع بن جبیر بن مطعم رحمہ اللہ امام کے پیچھے سری نمازوں میں پڑھتے تھے۔

(موطأ امام مالک ۱/۸۵ ح ۱۸۷، وسندہ صحیح)

۱۸: امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ امام کے پیچھے سری نمازوں میں پڑھتے تھے۔

(موطأ امام مالک ۱/۸۵ ح ۱۸۷، وسندہ صحیح)

۱۹: امام اوزاعی رحمہ اللہ نے امام کے پیچھے جہری نمازوں میں بھی سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی: ۲۴۷ وسندہ صحیح)

۲۰: امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے آخری قول میں فرمایا: کسی آدمی کی نماز جائز نہیں جب تک وہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھ لے، چاہے امام ہو یا مقتدی، امام جہری قراءت کر رہا ہو یا سری، مقتدی پر یہ ضروری ہے کہ سری اور جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ۲ ص ۵۸ ح ۹۲۸ وسندہ صحیح)

۲۱: امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ قراءت خلف الامام کے قائل تھے۔

(سنن ترمذی: ۳۱۱ وھو ثابت عنہ)

۲۲: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

(ایک حوالہ اسی مضمون کے شروع میں گزر چکا ہے اور ترمذی کا حوالہ اس کے علاوہ ہے۔)

۲۳: امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی قراءت خلف الامام کے قائل تھے۔

(سنن ترمذی: ۳۱۱)

۲۴: امام بخاری رحمہ اللہ بھی جہری و سری نمازوں میں قراءت خلف الامام کے قائل تھے۔

۲۵: امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ بھی جہری نمازوں میں قراءت خلف الامام کے قائل تھے۔

(دیکھئے صحیح ابن خزیمہ ج ۳ ص ۳۶)

۲۶: امام ابن المنذر رحمہ اللہ بھی سکتاتِ امام میں فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

(دیکھئے الاوسط لابن المنذر ۳/ ۱۱۰۔۱۱۱)

۲۷: حافظ ابن حبان بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔ (دیکھئے صحیح ابن حبان ج ۳ ص ۱۴۲)

۲۸: محدث بیہقی بھی فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

۲۹: امام دارقطنی رحمہ اللہ فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے۔

۳۰: امام نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ''کان إذا کان مع الإمام یقرأ بأم القرآن'' آپ (ابن عمر رضی اللہ عنہ) جب امام کے ساتھ ہوتے، سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

(صحیح ابن خزیمہ ۱/ ۲۸۷ ح ۵۷۲ وسندہ حسن)

کیا بندیالوی صاحب کے نزدیک یہ صحابۂ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین قرآن مجید کی آیت مذکورہ کی مخالفت کرتے تھے، یا پھر بندیالوی علمِ کلام ہی باطل ہے اور فاتحہ خلف الامام کے خلاف اس آیت کا پیش کرنا ہی غلط ہے؟!

مزید تفصیل کے لئے میری درج ذیل دو کتابوں کا مطالعہ کریں:

اول: نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ للبخاری

دوم: الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الصلوٰۃ الجہریہ

کتب ستہ کے مرکزی راوی اور ثقہ جلیل امام ابو عمرو عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابی عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) نے فرمایا:

امام پر یہ (لازم و) حق ہے کہ وہ نماز شروع کرتے وقت، تکبیر اولیٰ کے بعد سکتہ کرے اور سورۂ فاتحہ کی قراءت کے بعد ایک سکتہ کرے تاکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے سورۂ فاتحہ پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ (مقتدی) اسی کے ساتھ سورۂ فاتحہ پڑھے اور جلدی پڑھ کر ختم کرے پھر کان لگا کر سنے۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۱۰۶ ح ۲۴۷ وسندہ صحیح)

و ما علینا إلا البلاغ (۱۶/ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۸/ مئی ۲۰۱۲ء)

محمد اختر صدیق

ٹیلی فونک بھونڈ بازی کے خوفناک نتائج

ٹیلی فونک بھونڈ بازی (ٹیلی فون پر عشق و معشوقی کی باتیں کرنا، مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کو پھانسنا پھنسانا) ایسا مہلک مرض ہے کہ اس کے جراثیم جہاں معاشرہ کی بنیادیں دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں، وہاں خاندانی نظام کو بھی زبردست نقصان پہنچا رہے ہیں۔ اس بیماری سے اسلامی اقدار کو بھی خطرہ ہے اور عام انسان کی زندگی پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے۔ ہم ذیل میں چند مشہور نقصانات کا تذکرہ کر رہے ہیں جو ٹیلی فونک بھونڈ بازی کے نتیجہ میں سامنے آرہے ہیں:

۱) **نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا گمراہ ہونا:** اس بیماری کے نتیجہ میں نوجوان طبقہ گمراہی کی اندھی غار میں اتر رہا ہے جہاں سے نکلنا ان کے لیے ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔

۲) **عورتوں اور مردوں کی اخلاقی تباہی:** اس بیماری کے زیر اثر عورتوں اور مردوں کے اخلاق و عادات تباہ ہو رہے ہیں۔

۳) **زوجین کے درمیان خیانت:** ٹیلی فونک بھونڈ بازی کے نتیجہ میں بیوی خاوند سے خیانت کرتی ہے اور خاوند بیوی کو دھوکہ دینے کی کوشش میں لگا نظر آتا ہے۔

٤) **بیوی کو خاوند کے خلاف نفرت دلانا:** عام طور پر ٹیلی فونک بھونڈ باز نوجوان شادی شدہ لڑکیوں کو خاوندوں کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ ان کو چکنی چپڑی باتوں سے باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کے خاوند کے مقابلہ میں وہ اس کے زیادہ ہمدرد ہیں نتیجتاً بیوی خاوند سے نفرت کرنے لگ جاتی ہے۔

۵) **کثرتِ طلاق:** ٹیلی فونک بھونڈ بازی کے نتیجہ میں طلاق وقوع پذیر ہو جانا ایک فطری عمل ہے۔ خاوند جب دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی ٹیلی فون پر کسی اور سے گپ شپ کرتی ہے اور اس کو دھوکہ دے رہی ہے تو وہ طیش میں آکر طلاق دے دیتا ہے۔ اسی طرح بیوی جب تسلی کر لیتی ہے کہ اس کا خاوند دوسری عورتوں سے ٹیلی فونک بھونڈ بازی کرتا ہے اور ان سے تعلقات استوار کیے ہوئے ہے تو وہ خلع یا تنسیخ نکاح کا دعویٰ کر دیتی ہے اور اس جھگڑے کا عل (نتیجہ) طلاق کی صورت میں ہی سامنے آتا ہے۔

٦) **خاندانی نظام کی تباہی:** اسلام نے ایک مضبوط خاندانی نظام متعارف کرایا جس میں

سرپرست مسئول اور اولاد کی تربیت کا ذمہ دار ہے اور اولاد بھی اپنے باپ یا سرپرست کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس کا حکم ماننا اپنے اوپر فرض سمجھتی ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت اور باپ کی رضا کو جنت میں داخلہ کا سبب کہہ کر اسلام نے فیملی سسٹم کی بنیادیں کمال انداز میں مضبوط بنا ڈالیں مگر ٹیلی فونک بھونڈ بازی کے ذریعے اس مضبوط ادارے کی بنیادیں کھوکھلا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اولاد کو ماں باپ اور سرپرستوں کے خلاف اکسایا جاتا ہے۔

۷) **وقت کا ضیاع:** ٹیلی فونک بھونڈ بازی کے ذریعے قیمتی وقت برباد کیا جاتا ہے لوگ گھنٹوں گھنٹوں ٹیلی فونک بھونڈ بازی میں گزار دیتے ہیں اور انہیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ کس نعمت سے محروم ہو رہے ہیں؟

۸) **غیرت کا خاتمہ:** ٹیلی فونک بھونڈ بازی غیرت واہمیت کی قاتل ہے یہ مردوں سے غیرت اور عورتوں سے حیا ختم کرنے کا خوفناک منصوبہ ہے۔

۹) **شکوک وشبہات اور وساوس:** جو آدمی ٹیلی فونک بھونڈ بازی میں مبتلا ہے وہ اپنی بیوی، بہن، بیٹی، بیٹوں اور دیگر ماتحت افراد کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کو ہر وقت یہ وسوسہ لگا رہتا ہے کہ کہیں وہ ٹیلی فون پر کسی سے روابط تو استوار نہیں کیے ہوئے ہیں؟ وہ دوستوں، عزیز رشتہ داروں اور ملنے والوں پر شک کرتا ہے کیونکہ اپنے اوپر اعتماد نہیں رکھتا تو تمام عورتوں اور مردوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

۱۰) **جرائم کا بڑھ جانا:** ٹیلی فونک بھونڈ بازی سے جرائم بڑھتے ہیں۔ بعض دفعہ بیوی خاوند کی ٹیلی فونک بھونڈ بازی کا بدلہ لینے کے لیے دوسروں سے ٹیلی فونک گپ شپ شروع کرتی ہے جو غلط تعلقات میں تبدیل ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ خاوند بیوی سے انتقام کے لیے دوسری عورتوں سے ٹیلی فونک رابطہ شروع کرتا ہے جس کا انجام غلط کاری کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اسی طرح دوسرے جرائم بھی زیادہ ہو رہے ہیں۔

۱۱) **مال ودولت کی بربادی:** ٹیلی فونک بھونڈ بازی کے نتیجہ میں بہت سا سرمایہ ضائع ہو رہا ہے، اگر ٹیلی فونک بھونڈ باز اس تمام دولت کا حساب کریں جو انھوں نے اس قبیح فعل پر صرف کر دی تو وہ ہزاروں اور لاکھوں کے عدد کو چھونے لگتی ہے۔

(ٹیلی فون اور موبائل کا استعمال: آداب، فوائد، نقصانات ص ۶۲۔۶۴ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)



Monthly **ZARB-E-HAQ** Sargodha

اغراض ومقاصد

☆ قرآن وحدیث، اجماعِ امت اور فہم سلف صالحین کی ترویج واشاعت

☆ صحیح احادیث کا پرچار اور ضعیف سے قطعی اجتناب

☆ عقیدۂ توحید (توحید الوہیت، توحیدِ ربوبیت اور توحید الاسماء والصفات) کا محدثین کے منہج کے مطابق احیاء وترویج

☆ باطل اور گمراہ فرقوں کا مدلل ومبرہن رد

☆ صحابہ کرام اور محدثین وائمہ دین کے ساتھ محبت کی رغبت

☆ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد کی طرح مثالی اور اسلامی معاشرہ کا قیام

جیسا کہ امام عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی رحمہ اللہ (م ۱۵۷ھ) نے فرمایا:

"علیك بآثار من سلف و إن رفضك النّاس ، و إيّاك و رأى الرّجال و إن زخرفوه بالقول ، فإن الأمر ينجلي و أنت على طريق مستقيم."

تو سلف (محدثین) کے آثار کو لازم پکڑ، اگرچہ تجھے لوگ چھوڑ دیں، تو (بدعتی) لوگوں کی آراء سے بچ، اگرچہ وہ ان کو باتوں کے ساتھ مزین کریں، کیونکہ بلاشبہ معاملہ صاف ہے اور تو صراطِ مستقیم پر ہے۔

(شرف اصحاب الحديث للخطيب : ٦، الشريعة للآجري: ١٢٧، وسنده صحيح)

قارئین کرام! ماہنامہ "ضربِ حق" آپ کا اپنا مجلہ ہے۔ اس کی سلسلہ وار اور بخوبی اشاعت کے لیے دامے، درمے، سخنے، قدمے، قلمے تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

انٹرنیٹ پر ضربِ حق پڑھنے کے لئے

ویب سائٹ www.jamiabukhari.com

ای میل jamia.imam.bukhari@gmail.com